36- سُوْرَۃُ یٰسٓ

آیات : 83 ...... مَکِّیَّۃ ...... پیراگراف : 6

زمانۂ نزول:

سورت ﴿یٰسٓ﴾، رسول ﷺ کے قیامِ مکہ کے تیسرے دور (6 تا 10 نبوی) میں نازل ہوئی، جب آپ پر ﴿شَاعِر﴾ ہونے کا الزام تھا۔ یہ ایک جلالی سورت ہے۔

1- ضمیر جمع متکلم کے صیغے

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے پینتالیس (45) سے زیادہ مرتبہ ضمیر جمع کا صیغہ (ہم) استعمال کیا ہے۔ (بطورِ ضمیرِ منفصل جیسے: اَنَا ، نَحنُ یا پھر ضمیر متصل جیسے: جَعَلنَا ، اَغشَینَا ، لَدَینَا ، نُحیِی ، نَشَا ، نُغرِقُ وغیرہ وغیرہ)۔اس طرح کا پیرایۂ بیان، شان، عظمت اور تفخیم کے لیے استعمال ہوتا ہے، البتہ صرف ایک مقام پر ضمیرِ واحد کا صیغہ استعمال ہوا ہے:

﴿وَاَنِ اعبُدُونِ﴾ (اور میری ہی بندگی کرو)۔ (آیت:61)

مضمون چونکہ توحید تھا، لہذا مضمون کی مناسبت سے یہی پیرایہ اس جگہ اس کے شایانِ شان تھا۔ سبحان اللہ!

2- سورت یٰس کی جلالی فضا

اس سورت کو سمجھ کر پڑھنے والا، ایک مرعوب کن جلالی فضا میں اپنے آپ کو موجود پاتا ہے، اس کے دل ودماغ پر سے غیر اللہ (الٰھہ) کا بھوت اتر جاتا ہے اور وہ اللہ کی قدرت وطاقت کا پوری طرح قائل ہوجاتا ہے۔ ہر اگلی آیت اس کیفیت کو مضبوط کرتی چلی جاتی ہے اور جب وہ اختتام پر پہنچتا ہے تو کن فیکونی اور ملکوتی صفات کی تلاوت وسماعت سے بلندیوں کو چھولیتا ہے اور آخری ٹکڑے ﴿اِلَیهِ تُرجَعُونَ﴾ کو سن کر آخرت کی تیاری کے احساس سے سرشار اور سرگرم ہوجاتا ہے۔

سورۃ یٰسٓ کے فضائل

سورت یٰس کی فضیلت (Virtues) کے بارے میں کوئی ﴿صحیح حدیث﴾ ثابت نہیں ہے، البتہ بعض ﴿ضعیف﴾ حدیثیں ملتی ہیں۔ بعض احادیث میں ﴿موضوع﴾ یعنی من گھڑت ہیں۔ اکثر لوگ محض ثواب یا پھر محض حاجت براری کے لیے اس سورت کی تلاوت کرتے ہیں۔

سورۃ یٰسٓ کا کتابی ربط

1- پچھلی سورت ﴿فاطر﴾ میں ﴿اَشَدَّ مِنهُم قُوَّةً﴾ کے انجام کا ذکر تھا۔ یہاں سورۃ ﴿یٰس﴾ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت، طاقت، ملکوتیت اور کن فیکونی صفات سے ﴿توحیدِ اختیار و توحیدِ تصرف﴾ کی تفصیل ہے۔

2- یہاں ﴿یٰس﴾ میں رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ بلاشبہ آپ ﴿مرسلین﴾ میں سے ہیں۔ اگلی سورت ﴿الصافات﴾ میں ان کی خدمات کے اعتراف میں تمام ﴿مرسلین﴾ یعنی رسولوں کو ﴿سلام﴾ کہا گیا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- سورت ﴿یس﴾ میں ﴿سُبحَان﴾ کا لفظ دو مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ (آیات: 36، 83)

(a) ہر چیز کا جوڑا بنانے والی خالق ہستی بے عیب ہے۔ خود اس کا کوئی جوڑ نہیں۔ کوئی بیوی نہیں۔
﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (آیت: 36)۔

(b) وہ ہستی جس کی ہر ذرے پر عظیم الشان سلطنت قائم ہے اور جس کی طرف لوٹنا ہے، ﴿وہ ہر قسم کے عیب سے پاک﴾ ہے۔
﴿فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ (آیت: 83)۔

2- اس سورت میں ﴿عزیز﴾ کا لفظ دو مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ (آیات: 5، 38)

(a) قرآن مجید کی تنزیل کرنے والی ہستی عزیز بھی ہے۔ اُس کی دعوت کو ٹھکرانے والوں کو دوزخ میں داخل کرنے کی قدرت رکھتی ہے۔ ﴿تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ﴾ (آیت: 5)۔

(b) سورج اپنے مستقر کی طرف گھوم رہا ہے۔ یہ عزیز یعنی طاقتور ہستی کا قائم کردہ نظام ہے۔ ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾ (آیت: 38)۔

3- اس سورت میں ﴿رحیم﴾ کا لفظ بھی دو مرتبہ استعمال ہوا ہے (آیات: 5، 58)۔

(a) قرآن مجید کی تنزیل کرنے والی ہستی ﴿رحیم﴾ بھی ہے۔ اُس کی دعوت کو قبول کرنے والوں کو جنت میں داخل کرے گی۔ ﴿تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ﴾ (آیت: 5)۔

(b) ﴿رحیم﴾ اللہ کی طرف سے اہلِ جنت کے لیے سلامتی کے احکامات جاری ہوں گے۔ ﴿سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ﴾ (آیت: 58)۔

سورت یس ایک جلالی سورت ہے۔ اس کے باوجود کئی مرتبہ ﴿رحمت﴾ اور ﴿رحمٰن﴾ کا ذکر کیا گیا ہے۔

4- اس سورت میں ﴿رحمٰن﴾ اور اُس کی رحمت کی دلیلیں ہیں، حالانکہ بحیثیتِ مجموعی یہ ایک جلالی سورت ہے۔

(a) کافروں نے رسولوں سے کہا کہ ﴿رحمٰن﴾ نے کوئی چیز نازل نہیں کی۔ تم لوگ جھوٹے ہو۔
﴿قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ﴾ (آیت: 15)۔

(b) ضدی لوگ نہ ماضی سے عبرت حاصل کرتے ہیں اور نہ مستقبل کے بارے میں فکرمند ہوتے ہیں، چنانچہ وہ ﴿رحمٰن﴾ کی دعوتِ رحمت کو مسترد کر دیتے ہیں۔ (آیت: 45)

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

(c) اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو سمندری جہازوں کو غرق کر سکتا ہے۔ یا پھر اپنی خاص ﴿رحمت﴾ سے انہیں زندگی کی کچھ مزید مہلت عطا کر سکتا ہے۔ ﴿إِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ﴾ (آیت:44)۔

(d) جنتی مومن نے توحید کا اقرار کرتے ہوئے کہا کہ اگر ﴿خدائے رحمٰن﴾ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو دوسرے نام نہاد خداؤں کی سفارش مجھے فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

﴿ءَأَتَّخِذُ مِن دُونِهِ آلِهَةً إِن يُرِدْنِ الرَّحْمَٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَلَا يُنقِذُونِ﴾ (آیت:23)

(e) بن دیکھے ﴿رحمٰن﴾ سے ڈرنے والوں کے لیے مغفرت اور اجرِ کریم ہے۔

﴿إِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ كَرِيمٍ﴾ (آیت:11)۔

5- سورت ﴿یس﴾ میں اثباتِ توحید کے لیے ﴿غیر اللہ﴾ کی تحقیر کی گئی۔

(a) ﴿غیر اللہ﴾ کسی ڈوبنے والے کو نہیں بچا سکتے

﴿وَإِن نَّشَأْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنقَذُونَ﴾ (آیت:43)۔

(b) ﴿غیر اللہ﴾ کسی کی مدد کی استطاعت بھی نہیں رکھتے ﴿لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ﴾ (آیت:75)۔

(c) ﴿غیر اللہ﴾ کی شفاعت غیر مؤثر ہوگی، اگر اللہ تعالیٰ کسی شخص کے حق میں نقصان کا فیصلہ کر دے ﴿ءَأَتَّخِذُ مِن دُونِهِ آلِهَةً إِن يُرِدْنِ الرَّحْمَٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَلَا يُنقِذُونِ﴾ (آیت:23)۔

6- مغفرت اور اجرِ کریم کا ذکر یہاں دو مرتبہ آیا ہے۔ بطور تمہید و اُصول بھی اور بطور عملی شہادت بھی۔

(a) غیب پر ایمان لا کر، رحمٰن سے ڈرتے ہوئے اللہ کی وحی کی پیروی کرنے والے کے لیے دو نعمتیں ہیں۔ مغفرت اور اجرِ کریم ﴿إِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ كَرِيمٍ﴾ (آیت:11)۔

(b) جنتی مومن کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف مغفرت سے نوازا، بلکہ اُسے اجرِ کریم دے کر ﴿مُکرمین﴾ میں شامل کر دیا۔

﴿بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ﴾ (آیت:27)۔

7- توحیدِ اختیار کی وضاحت ﴿کن فیکونی﴾ اور ﴿ملکوتی﴾ صفات سے کی گئی۔

(a) اللہ تعالیٰ ﴿کن فیکونی صفات﴾ کا مالک ہے۔ کوئی کام کرنا ہو تو وہ بس ﴿کُن﴾ کہتا ہے اور وہ ہو جاتا ہے ﴿إِنَّمَا

اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴾ (آیت:82)۔

(b) اللہ تعالیٰ ملکوتی صفات کا مالک ہے۔ ہر شے اُس کے تصرف میں ہے ﴿فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴾ (آیت:83)۔ وہ دوبارہ زندہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے اُس کی طرف لوٹنا ہے۔

سورۃ یٰسٓ کا نظمِ جلی

سورۃ یٰسٓ چھ (6) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

سورت یٰسٓ چھ (6) پیرگرافوں پر مشتمل ہے، اور پوری سورت توحید اختیار کے موضوع پر ایک ہی وحدت رکھتی ہے۔

1- آیات 1 تا 12 : پہلے پیراگراف میں، رسول اللہ ﷺ کی ﴿رسالت کا اِثبات﴾ ہے اور اس کے لیے کتابِ اَنذار قرآن کی حکمتوں کی شہادت پیش کی گئی ہے۔

اَتباعِ ذکر (قرآن) کرنے والوں اور بن دیکھے ﴿رحمٰن﴾ پر ایمان لانے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ ﴿رحیم﴾ ہوگا، جب کہ اس دعوت کو رد کرنے والوں کے لیے وہ ﴿عزیز﴾ ہوگا۔

اہلِ ایمان کے لیے مغفرت اور اجرِ کریم کی دو بشارتیں دی گئی ہیں۔ اللہ کی عزیزیت، اُس کی قدرت وطاقت اور قانونِ جزاوسزا (Law of Reward and Punishment) کی دلیل ہے۔

محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اثبات ہے اور اس کے لیے کتابِ انداز قرآن کی حکمتوں کی شہادت پیش کی گئی ہے، اتباعِ ذکر (قرآن) کرنے والوں اور بن دیکھے رحمٰن پر ایمان لانے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ رحیم ہوگا، جب کہ اس دعوت کو رد کرنے والوں کے لیے وہ ﴿عزیز﴾ ہوگا۔

اہلِ ایمان کے لیے مغفرت اور اجرِ کریم کی دو بشارتیں ہیں۔ اللہ کی عزیزیت، اُس کی قدرت وطاقت اور قانونِ جزاوسزا کی دلیل ہے۔

2- آیات 13 تا 32 : دوسرے پیراگراف میں، ایک ﴿بستی کا واقعہ﴾ بیان کیا گیا ہے۔

جس نے تین رسولوں اور ایک ﴿مومن داعی﴾ کی باتوں کو درخورِ اعتناء نہ سمجھا اور داعی کو سنگسار کر دیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے وہ بستی تباہ کر کے رکھ دی۔ مؤمن داعی کو اللہ تعالیٰ نے جنت میں داخل کر کے ﴿مغفرت اور اجرِ کریم﴾ سے نوازا۔ بستی کی تباہی اور مؤمن کی مغفرت اللہ کی قدرت وطاقت اور اُس کے قانونِ جزاوسزا کی دلیل ہے۔

سچے جنتی مومن کی حسبِ ذیل دس (10) صفات بیان کی گئیں:

(1) سچا جنتی مومن، لیڈر، داعی اور مبلغ ہوتا ہے۔ ﴿اِتَّبِعُوْا﴾ پیروی کرو! (21)۔ ﴿فَاسْمَعُوْنِ﴾ مجھے سنو! (25)

(2) فعّال اور مستعد ہوتا ہے۔ ﴿رَجُلٌ يَّسْعٰى﴾ دوڑتا شخص! (20)

(3) خود عامل ہوتا ہے۔ ﴿وَمَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ؟﴾ میں کیوں عبادت نہ کروں؟ (22)

(4) پیروی کے لیے اس کے پاس دو (2) اہم معیار ہوتے ہیں۔ اخلاص اور کردار۔

a۔ جس کی پیروی کی جائے، وہ مخلص ہو، بندۂ زر اور مفاد پرست نہ ہو۔ ﴿لَا يَسْئَلُكُمْ اَجْرًا﴾ جو تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا۔ (21)

b۔ جس کی پیروی کی جائے، وہ خود ہدایت یافتہ ہو۔ صاحبِ کردار ہو۔ ﴿وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ اور جو ٹھیک راستے پر ہیں۔ (21)

(5) صاحبِ تدبّر ہوتا ہے۔ غور وفکر کرتا ہے۔ جانچتا اور پرکھتا ہے۔ تولتا ہے، چیزوں کا تجزیہ کرتا ہے، پختہ دلیل کی پیروی کرتا ہے:

a۔ ﴿وَمَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ؟﴾ (22) ''آخر کیوں نہ میں اُس ہستی کی بندگی کروں، جس نے مجھے پیدا کیا ہے؟ اور جس کی طرف سب کو پلٹ کر جانا ہے۔''

b۔ ﴿ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؟﴾ کیا اللہ کے علاوہ، خدا تراش لوں؟ (23)

(6) کامل موحد ہوتا ہے، صفاتِ الٰہیہ کا قائل ہوتا ہے اور شفاعتِ باطلہ کا منکر ہوتا ہے۔ اللہ کی صفتِ اختیار کا گہرا شعور رکھتے ہوئے، دوسرے تمام ﴿الهه﴾ کی بے بسی اور بے اختیاری کا قائل ہو جاتا ہے۔ ﴿اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ﴾ (23) ''اگر خدائے رحمٰن مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو نہ ان ﴿الهه﴾ کی شفاعت میرے کسی کام آسکتی ہے اور نہ وہ مجھے چھڑا سکتے ہیں''

(7) اپنی ہدایت کے بارے میں فکر مند ہوتا اور گمراہ ہو جانے سے ڈرتا ہے۔ ﴿اِنِّيْٓ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ (24) ''ایسی صورت میں تو میں صریح گمراہی میں مبتلا ہو جاؤں گا!''

(8) دعوت میں حکمت سے کام لیتا ہے۔ یہ نہیں کہا: ﴿اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّيْ﴾ ''میں اپنے رب پر ایمان لایا'' بلکہ اس نے کہا: ﴿اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ﴾ ''میں آپ لوگوں کے رب پر ایمان لایا'' (25)
یعنی اُس رب اور اُس پالن ہار پر، جو آپ سب کافر لوگوں کو بھی پال پوس رہا ہے۔

(9) دل دردمند رکھتا ہے، خود غرض نہیں ہوتا۔ صرف اپنی ہدایت پر قانع نہیں رہتا، بلکہ دوسروں کی ہدایت، مغفرت، جنت اور اجرِ کریم کے بارے میں بھی متفکر رہتا ہے۔ ایک بے قرار روح رکھتا ہے۔ ﴿يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ﴾ ''اے کاش! میری قوم جان لیتی!'' (26)

(10) صاحبِ استقامت ہوتا ہے، دنیاوی عذاب سے نہیں ڈرتا۔ باطل سے ٹکرا جاتا ہے۔ دھمکیوں کی پروا نہیں کرتا۔

موت سے بھی نہیں ڈرتا۔ شہادت اور سنگساری کی سزا بخوشی قبول کرتا ہے۔

﴿لَئِن لَّمْ تَنتَهُوا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُم مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (18)

"(کافروں نے دھمکی دی) اگر تم باز نہ آئے تو ہم تم کو سنگسار کر دیں گے اور ہم سے تم بڑی دردناک سزا پاؤ گے"

3- آیات 33 تا 50 : تیسرے پیراگراف میں، ﴿اسبابِ ربوبیت﴾ کا ذکر کر کے، انسان سے ﴿شکر گزاری﴾ کا مطالبہ کیا گیا اور ﴿توحیدِ اختیار﴾ کو تسلیم کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔

زمین کی دلیل پیش کی گئی کہ وہ موسمِ بہار میں سرسبز ہو جاتی ہے۔ یہ دلیلِ آخرت ہے۔ زمین میں غلے، کھجور، انگور کا انتظام ہے انسانوں کو شکر ادا کرنا چاہیے۔ رات سورج اور چاند کی دلیلیں پیش کی گئیں کہ یہ سب اللہ کی مرضی کے تابع ہیں کشتیوں کی دلیل پیش کی گئی کہ اُن کو منزل تک پہنچانا، یا غرق کر دینا، دونوں چیزیں اللہ کا اختیار ہے۔

کافروں کے اس مطالبے پر کہ قیامت کب آئے گی یہ جواب دیا گیا کہ وہ ایک دھماکہ ہوگی اور لوگوں کو نہ وصیت کرنے کا موقع ملے گا اور نہ اپنے گھروں کو پلٹنے کا۔

4- آیات 51 تا 68 : چوتھے پیراگراف میں، ﴿احوالِ قیامت﴾ اور ﴿جنت دوزخ﴾ کا ذکر کے اللہ تعالیٰ کی طاقت وقدرت اور اُس کے قانونِ جزا وسزا کی دلیلیں فراہم کی گئی ہیں۔

قیامت کے مناظر پیش کیے گئے جب صور پھونکا جائے گا اور لوگ اپنی اپنی قبروں سے نکل پڑیں گے۔ اُس دن کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ جنت والے اور اُن کے شوہر یا بیویاں مزے میں ہوں گی۔ اُنہیں ہر قسم کا میوہ دیا جائے گا اور اُن پر اللہ کی طرف سے سلام ہوگا۔ اس کے برخلاف مجرم دوزخ میں ہوں گے، کیونکہ انہوں نے اللہ کی دعوت اور صراطِ مستقیم کو مسترد کر دیا تھا۔ ابلیس کی پیروی کی تھی۔ روزِ قیامت لوگوں کے مونہوں پر مہر لگا دی جائے گی، البتہ اُن کے ہاتھ پاؤں بولیں گے۔ اللہ کا اختیار ثابت کیا گیا کہ اگر وہ چاہے تو آنکھیں موند سکتا ہے۔

5- آیات 69 تا 75: پانچویں پیراگراف میں، ﴿قرآنِ مجید اور محمد ﷺ کا مزید تعارف﴾ کرایا گیا کہ یہ اللہ کا کلام ہے شاعری نہیں، توحید ربوبیت کے دلائل پیش کر کے شرک کا اِبطال اور شکر کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

بے ضمیر مردہ لوگ اِسلام کی دعوت کو کبھی قبول نہیں کر سکتے، بلکہ صرف ہو باضمیر ہستیاں ہی قبول کر سکتی ہیں، جن کے دل بیدار ہیں۔ نزولِ قرآن کا مقصد ہر زندہ ضمیر رکھنے والے کو خبردار کرنا اور کافروں پر اتمامِ حجت قائم کرنا ہے۔

جانوروں کی دلیل پیش کی گئی کہ انہیں بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا جن پر لوگ سوار ہوتے ہیں، جن کا گوشت کھاتے ہیں اور جن کے دیگر کئی فوائد ہیں۔

6- آیات 76 تا 83 : چھٹے اور آخری پیراگراف میں، رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ کافروں کی باتوں پر آزردہ ہونے کے بجائے دعوت کا کام جاری رکھیں۔

﴿انفسی دلیل﴾ دی گئی کہ انسان کو ایک حقیر نطفے سے پیدا کیا گیا لیکن وہ اب متکبر ہو گیا ہے۔ اب سوال کرتا ہے کہ کون بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرے گا؟

﴿عقلی دلیل﴾ پیش کی گئی کہ جس نے پیدا کیا ہے وہی زندہ کرے گا۔ زمین و آسمان کا خالق اللہ ہی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ اُس کو اسباب کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ ﴿کن﴾ کہتا تو چیز واقع ہو جاتی ہے

آخری آیت میں مطالبہ کیا گیا کہ ہر شے کا مکمل اختیار رکھنے والی بے عیب ہستی اللہ کو تسلیم کر لینا چاہیے، کیونکہ اُسی کی طرف ہمیں لوٹنا ہے۔

مرکزی مضمون

غیر اللہ ﴿اٰلِـھَـة﴾ کی بے اختیاری اور اللہ کی قدرت، طاقت اور اختیار کو تسلیم کر کے، محمد ﷺ کو رسول مان کر، آپ ؐ کی دعوتِ توحید و آخرت اور قرآن پر ایمان لانا چاہیے۔